جماعت احمدیہ کے قیام کا اصل مقصد دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍جنوری ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے دنوں لمبی بیماری رہی اور جلسے کے موقع پر کام بہرحال کچھ زیادہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے ابھی تک نقاہت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے یہ نقاہت بھی دُور ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ایک لمبا منصوبہ ہوتا ہے مثلاً یہ ایک لمبا منصوبہ ہے جو جماعت کے سپرد کیا گیا ہے۔ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی بُنیادی غرض یہ تھی کہ ساری دُنیا میں اسلام غالب آئے۔ یہ ایک لمبا منصوبہ، بُنیادی منصوبہ یا غرض یا مقصد مہدی علیہ السلام کا یا ان کی بعثت کا تھا۔

انسانی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ جو منصوبہ یا کام ایک زمانہ پر پھیلا ہوا ہو، اُسے وہ مختلف حصوں میں بانٹ کر ایک ایک حصہ کی تکمیل کرتا ہوا اپنی آخری منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ انسانی جسم بھی درجہ بدرجہ اپنے کمال کو پہنچتا اور انسان کے اخلاقی اور رُوحانی قویٰ بھی درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اپنے دائرہ استعداد میں اپنی منازل طے کرتے ہوئے اپنی انتہا کو پہنچتے ہیں۔

درجہ بدرجہ آگے بڑھنے کا ایک ایسا اصول ہے جو بُنیادی ہے۔ خدا تعالیٰ کی دوسری مخلوق

کے ساتھ بھی اور انسان کے ساتھ بھی۔

ہماری زندگیوں کا اور جماعتِ احمدیہ کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ دُنیا میں اسلام کو غالب کیا جائے۔ اس منصوبے نے بھی درجہ بدرجہ ترقی کرنی تھی اور اس وقت تک یہ منصوبہ درجہ بدرجہ ترقی کرتا چلا آرہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس وقت جب آپ اکیلے تھے اس آواز کو بلند کیا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ میرے ذریعے سے امت محمدیہ میں ایک ایسی جماعت قائم کی جائے کہ جو اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کو سب ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے والی اور دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانے والی ہو اور بنی نوع انسان کے دل اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے جیتنے والی ہو۔

جس وقت یہ آواز اُٹھائی گئی اُس وقت آپ اکیلے تھے مگر پھر سینکڑوں بنے۔ پھر ہزاروں بنے۔ پھر لاکھوں بن گئے۔ پہلے محدود تھے مکانی لحاظ سے ہندوستان کے بعض (تین یا چار) محدود، مختصر اور چھوٹے چھوٹے علاقوں میں پھر ان علاقوں میں وسعت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ پھر یہ جماعت پنجاب میں پھیلی۔ پھر ہندوستان میں پھیلی۔ پھر کہیں کہیں باہر کے ممالک میں جماعت احمدیہ میں لوگ داخل ہونا شروع ہوئے۔ پھر ملکوں ملکوں میں پھیل کر اپنی اجتماعی زندگی کے ایک خاص موڑ پر آج یہ جماعت پہنچ چکی ہے اور جیسا کہ مَیں احباب کو بتا چکا ہوں کہ یہ صدی ہماری تیاری کی صدی تھی اور انشاء اللہ ہماری زندگی کی دوسری صدی دُنیا میں اسلام کے غالب ہو جانے کی صدی ہوگی اور اس کے لئے جو پندرہ سال ہماری زندگی کے پہلی صدی کے باقی رہ گئے ہیں۔ اس میں ہم نے تیاری کرنی ہے غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کی۔

یہ پندرہ سال جو ہیں اس کے لئے ہم نے ایک منصوبہ بنایا جو ”صد سالہ جوبلی فنڈ“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے لئے جماعت نے مالی میدان میں بڑی قربانی دی جو حیران کن ہے اور شاید بعض کے لئے پریشان کن بھی ہے۔ بہرحال ایک عظیم قربانی دی۔ اس کے لئے ہمیں صرف مالی قُربانیوں کی تو ضرورت نہیں۔ مالی قربانی بھی بڑی ضروری ہے کیونکہ دوسری قربانیوں کے نتائج نکالنے کے لئے اموال کی ضرورت پڑتی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں اگلی

صدی کے شروع میں سینکڑوں ہزاروں مبلغین کی ضرورت پڑے گی اور ہزاروں مبلغین کا پیدا کرنا پندرہ سال کے اندر موجودہ نظام میں ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔ پہلے بھی مَیں تحریک کرتا رہا ہوں وقف بعد ریٹائرمنٹ کی۔ وہ اپنی ایک تحریک ہے لیکن ضرورت کے موقع پر ممکن ہے ہزاروں درمیانی عمر کے احمدیوں کو اپنے دُنیوی کام چھوڑ چھاڑ کے دین کی خاطر اسلام کے غلبہ کے لئے میدان میں اُترنا پڑے۔ ایک لمبا وقفِ عارضی جو دو ہفتے کا نہیں شاید تین یا پانچ سال کا ہو یا جو چاہئیں اس سے زیادہ وقت دیں، ایسا وقف کرنا پڑے گا۔ اس کی تفاصیل ذہن میں آرہی ہیں۔ وہ تو بعد میں کسی مناسب موقع پر مَیں انشاء اللہ جماعت کے سامنے رکھوں گا۔ بہرحال ان پندرہ سال میں غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کے لئے ہم نے جو کام کرنے ہیں وہ بھی درجہ بدرجہ ہمارے سامنے آئیں گے اور ہم درجہ بدرجہ اس صدی کی طرف حرکت کریں گے اپنی عاجزانہ کوششوں کے ساتھ، اپنی مستانہ دعاؤں کے ساتھ کوششوں کو بابرکت کرنے کے سامان پیدا کرتے ہوئے۔

یہ جو پندرہ سال رہ گئے ہیں ان میں یہ سال جس میں ہم اب داخل ہو رہے ہیں گو مارچ میں صد سالہ جوبلی کا سال شروع ہوتا ہے لیکن جلسہ کی وجہ سے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ پھیری ہے کہ **جو ہمارے عقائد ہیں ان کا ہر چھوٹے بڑے کے لئے اور مرد و زن کے لئے جاننا ضروری ہے اور بار بار اُن کا درس ہونا چاہیئے**۔ میری جلسہ سالانہ کی ۲۸ تاریخ کی جو تقریر تھی، اُس میں مَیں نے مختصراً بعض مضامین کو لے کر جماعت کے سامنے رکھا تھا لیکن ہمارے صرف وہی عقائد تو نہیں ہیں۔

اسلام نے جو عقائد ہمارے سامنے رکھے اُن میں بہت وسعت ہے۔ جیسا کہ ہم نے ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کی استدلالی اور تفسیری تعلیم کی روشنی میں پہچانا، ان میں بڑی وسعت ہے مثلاً کسی وقت قضا و قدر بڑا اُلجھا ہوا مسئلہ تھا لیکن مہدی علیہ السلام نے اس کو اس طرح حل کر دیا اور اس کی وہ ساری گنجلکیں نکال دیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کو اُلجھا ہوا کون کہتا تھا لیکن اگر ہم اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بڑوں اور چھوٹوں، مردوں اور عورتوں کے سامنے بیان نہ کرتے رہیں تو پھر اُلجھ جائے گا یا مثلاً جنت اور دوزخ کے متعلق

اسلامی تعلیم جس میں حقیقی حُسن پایا جاتا ہے۔اس حُسن کو جس رنگ میں حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمارے سامنے رکھا اور وہ ہمارا عقیدہ بن گیا۔ اس کے متعلق ہر عمر اور سمجھ کے لحاظ سے جماعت کے سامنے ہمیں مسائل کو پیش کرنا پڑے گا۔ یا مثلاً مرنے کے بعد روح کی جو کیفیت یا کیفیات ہوتی ہیں اور جو دوسری زندگی ہے، اُخروی زندگی۔ یہ کس قسم کی ہے اور جنت (بعد از قیامت) اور اس سے پہلے کے برزخ کا زمانہ وغیرہ اصطلاحیں استعمال ہو رہی تھیں اور ان کا مطلب اندھیروں میں چھپا ہوا تھا۔ اس کو اُس نور نے ظاہر کیا جو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا۔ اس نور کی روشنی میں ایک عجیب چیز ہمارے سامنے آ گئی لیکن یہ حقیقت ہے کہ سارے احمدی تو ان چیزوں کو اس رنگ میں ابھی جانتے نہیں دو وجہ سے۔ ایک تو جماعت چھوٹی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے۔ جو نئے ہمارے اندر آ رہے ہیں اُن کو سکھانا پڑے گا۔ جماعت چھوٹی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے اور جو بچے ہمارے جوان ہو رہے ہیں اُن کو ہمیں سمجھانا پڑے گا۔ دو طرح وسعت پیدا ہو رہی ہے جماعت میں۔ اور ذَكِّرْ ایک بڑی اہم ہدایت ہے۔ ہر وقت یہ چیزیں سامنے آنی چاہئیں۔ بڑے بڑے ماہر بھی اگر کچھ عرصہ اپنے مہارت والے کاموں سے علیحدہ رہیں تو انگریزی کا محاورہ ہے کہ "I am out of touch" کہ میں تو دیر سے اس چیز کو چھوڑ بیٹھا ہوں۔ اس وجہ سے میرے ذہن میں وہ پوری تفاصیل روشن ہو کر نہیں ہیں موجود۔ اس کو وہ تسلیم کرتے ہیں اور ہر عقلمند، دیانت دار انسان کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہر وقت چوکس ہو کر ان باتوں کو بڑوں کے سامنے جنہوں نے ایک وقت میں سمجھا اُن کے سامنے بھی لانا چاہیئے۔

پس یہ پہلا سال پندرہ سالہ کوشش کا پہلا زینہ ہے جس میں ہم نے اپنے عقائد سے خود کو اور اپنے بھائیوں کو اور بچوں کو ماؤں کو اور بیویوں کو اور بیٹیوں کو اُن سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے لئے ہمیں بڑی محنت کر کے کتابیں لکھنی پڑیں گی۔ اپنے تخیلات کے نتیجہ میں نہیں اور "Flight of Imagination" کے نتیجہ میں نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں روشنی ڈالی ہے اُس رنگ میں مدوّن کر کے اور اگر کہیں بچوں کی استعداد سے زیادہ علم ہو تو بچوں کو سمجھانے کے لئے بچوں والی زبان میں ان کو لا کر۔ اس قسم کی کتابیں ہمیں لکھنی

پڑیں گی اور اس سال میں جس میں ہم داخل ہو گئے اس سال میں ہم صد سالہ جوبلی کے لحاظ سے عنقریب داخل ہونے والے ہیں، ہمیں دو باتیں کرنی پڑیں گی۔

اس سال کا ہمارا پروگرام یہ ہے ایک کتابیں تیار کرنا اور شائع کر دینا اور دوسرے ہر احمدی کے ہاتھ میں مختصر اصول سے متعلق ایک مختصر چھوٹی کتاب دے دینا ہے جسے وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھے اور پڑھے اور آپس میں تبادلہ خیال کرے اور ایک دوسرے کو سمجھائے۔

اگلے سال جلسہ کے موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ ہر آدمی اپنے بُنیادی عقائد سے پوری طرح واقف ہو تا کہ وہ ان عقائد کی روشنی میں دوسروں سے تبادلہ خیال کر سکے۔ مختصراً میں نے بتایا تھا کہ اللہ کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے مثلاً ایک بات میں نے یہ بتائی تھی کچھ نئی باتیں بھی اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے موقع پر سکھائیں اور بہت سے بڑے بڑے سمجھدار ہمارے سکالرز (Scholars) جو ہیں، اُنہوں نے مجھے کہا کہ آپ نے اس جلسہ سالانہ پر فلاں فلاں مسئلہ حل کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے متعلق ہمارا صرف وہی، اُس حد تک اس بیان میں محدود اصولی عقیدہ تو نہیں بلکہ بیسیوں شاید سینکڑوں اصولی باتیں ہیں جو ذاتِ باری کے متعلق اس کے کامل اور پاک ہونے کی حیثیت سے جس کی وجہ سے ہم سُبحان اللّٰہ کہتے ہیں اور اس کی ان صفات کی وجہ سے جن میں ہمیں اس کے وجود میں ایک حُسن اور ایک احسان کا بہت زبردست پہلو نظر آتا ہے جس کے نتیجہ میں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی احتیاج رہتی ہے مثلاً جلسہ کے موقع پر خدا کی جو چار بُنیادی صفات ہیں اُن کو تو مَیں نے نہیں لیا تھا۔ رب العالمین، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین یہ خدا تعالیٰ کی چار بُنیادی صفات ہیں۔ جہاں تک اس کی مخلوق، اس عالم اور کائنات (Universe) کا تعلق ہے۔ باقی خدا تعالیٰ کی جس قدر صفات ہیں ان کے متعلق نہ ہم کچھ کہہ سکتے ہیں نہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم جان سکیں لیکن جن صفات کا ہمارے ساتھ تعلق ہے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق میں سے ہم انسانوں کے ساتھ وہ قرآن کریم نے بیان کی ہیں، ان کی تفصیل ہمارے سامنے آنی چاہیئے مثلاً جلسہ سالانہ پر مَیں نے یہ بات نہیں بتائی۔ وہاں مَیں مختصر کرنا چاہتا تھا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات بتائیں ایک تو تفصیلی ہیں اور ایک ان صفات کا ذکر ہے جن صفات کا تعلق ہر دوسری صفت کے ساتھ ہے

ان کی بُنیاد کے اوپر۔ باقی صفات جو ہیں وہ اس بُنیاد پر اُٹھیں مثلاً سورۃ الملک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری صفات میں تمہیں کوئی تضاد نہیں نظر آئے گا۔ یہ ساری صفات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس کا موازنہ و مقابلہ کر کے انسان کی سمجھ میں آتا ہے کہ صفات باری میں تضاد کوئی نہیں۔

یہ اپنے نفس میں ایک بڑا دلچسپ اور بڑا اہم اور بڑا وسیع مضمون ہے لیکن اس بُنیادی صفت کے مقابلے میں ایک ذمہ واری انسان کے اُوپر آ کے پڑ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ میری صفات کا مظہر بنو، وہی رنگ اپنے اُوپر چڑھاؤ۔ تو بُنیادی صفت خدا تعالیٰ کی یہ ہوئی کہ اس کی صفات آپس میں تضاد نہیں رکھتیں اور بُنیادی ذمہ واری انسان کی یہ ہوئی کہ اس کی زندگی کے اندر بھی کوئی تضاد نہیں پایا جانا چاہیئے اور میں نے بڑا غور کیا اور میرا مشاہدہ یہ ہے کہ انسان کی ناکامیوں کی ایک بڑی اور بُنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کی زندگی میں تضاد پایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اس صفت سے کہ خدا نے فرمایا کہ میری صفات میں تمہیں تضاد کبھی نظر نہیں آئے گا۔ ایک اس کے مقابلے میں انسان کی زندگی ہوتی، ناکام ہو جاتی مثلاً یہ تضاد: ایک نوجوان ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا ذہن دیا اور اس کی خواہش بھی ہے کہ مَیں اس ذہن کے ذریعہ دُنیا کے چوٹی کے دماغوں میں اپنی لائن میں جو بھی میرا دائرہ ہے دلچسپی کا ذہنی لحاظ سے، اُس میں آسمان پر پہنچوں۔ اس کو خدا تعالیٰ نے یہ طاقت بھی دی اور اس کو پہچان بھی دی۔ اس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی لیکن بدقسمتی سے اس نے گپیں مارنے والے دوست بنا لئے۔ اب تضاد ہو گیا۔ ایک طرف اس کی صلاحیتیں ہیں جو اس کو آسمان تک لے جانا چاہتی ہیں دوسری طرف اس کو گپیں مارنے کی عادت ہے جو زمین کی طرف گھسیٹ رہی ہے۔ جہاں یہ تضاد پیدا ہوا ناکام ہو گیا۔ اس کی ساری صلاحیتیں جو ہیں وہ ضائع چلی جائیں گی۔

یہ جو خدا تعالیٰ کی ذات کا تصور ہے اللہ۔ اور ''اللہ'' خدا کا اسم جامد ہے اور قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ اس اسم کا یعنی اللہ کے معنے کیا ہیں۔ اللہ وہ ہے جو رب العالمین ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں آیا ہے۔ اسی طرح اللہ وہ ہے جو اعلیٰ ہے۔ سُبحان اللہ کے ساتھ

تعلق رکھتی ہے یہ۔ جس کی کبریائی ہے بڑی عجیب۔ سارے قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے اللہ وہ ہے۔ اللہ وہ ہے۔ تو اللہ کی تعریف ہم خودنہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی ذات کی حقیقت جہاں تک انسان سمجھ سکتا تھا اور اس کی صفات کی حقیقت جہاں تک انسان کا دماغ پہنچ سکتا تھا قرآن کریم نے ہمیں بتائی اور اس پر کافی روشنی ڈالی۔

اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بڑی پیاری Personalities، جو دو بنیادی جوہر آپ کے قرآن کریم نے ہمیں بتائے جس کا میں نے ذکر بھی کیا۔ اتنی دوری رہی ہم سے کہ ہم کہیں کہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کیسے بن گیا۔ بشر اور رسول قرآن نے کہا لیکن ہیں تمہارے لئے اُسوہ۔ وہ تم میں سے ایک بشر ہے۔ ایک بشر اگر اپنی استعداد کے کمال تک پہنچ سکتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک دوسرا بشر اپنے دائرہ استعداد کے اندر اپنے کمال کو کیوں نہ پہنچ سکتا۔ اس اسوہ کو تم Follow کرو۔ اس کے پیچھے چلو۔ اس کو اپناؤ اور اس کا رنگ اپنے اُوپر چڑھاؤ تو اپنے دائرہ استعداد میں تم بھی کمال کو پہنچ جاؤ۔ ہر بشر کی مشابہت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معنی میں ممکن ہوگی۔ یہ درست ہے کہ جو استعدادیں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھیں وہ کسی اور انسان کو نہ دیں۔ نہ کسی اور کو ملیں گی لیکن ہر انسان کے لئے اس خوشی کا امکان پیدا کر دیا اسلام نے کہ تمہیں تمہارا جو بھی دائرہ استعداد ہے، جس قسم کی جتنی طاقتوں کی تمہیں صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں، تم اپنے دائرہ استعداد اور صلاحیتوں کے دائرہ کے اندر کمال تک پہنچ سکتے ہو جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائرہ استعداد کے اندر اپنے کمال کو پہنچ گئے۔ تمہارے لئے یہ امکان ہے اور یہ مشابہت بن جاتی ہے کہ وہ بشر ہوتے ہوئے اپنے کمال کو پہنچ گئے۔ ایک زید اور بکر اور عمر اور مَیں اور تم جو ہیں وہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر اپنے کمال کو پہنچ سکتے ہیں۔ یہ امکان پیدا کر دیا اور بشر کی مشابہت پیدا کر دی۔

دوسری طرف دوسرا بُنیادی پہلو سامنے رکھا۔ دو ہی بنیادی پہلو ہیں جو ابھی تک میرے ذہن میں ہیں واللّٰہ اعلم۔ وہ نور کا ہے اور اس میں اس پہلو کے لحاظ سے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے نور کے حصول کا امکان پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے کامل نور لائے۔ کامل نور جو

لائے گا اُسی کے لئے ممکن ہے کہ انسان کے سارے اندھیروں کو وہ دُور کر دے۔ جو خود کامل نور لے کر نہیں آیا وہ دوسروں کے اندھیروں کو کیسے دُور کر سکتا ہے۔ اِسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ جو پہلے انبیاء شریعت لانے والے یا شریعت کو قائم کرنے والے گزرے بہت گزرے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل نور نہیں ملا تھا جو نور محمدی تھا اس کا ایک حصہ ان کو ملا تھا۔ اِس لئے وہ ایک حد تک اپنے زمانہ اور حالات کے لحاظ سے اور قوموں کے لحاظ سے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے، ایک حد تک انسان کے اندھیروں کو دُور کر سکتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کامل بن کر، سراج منیر بن کر آئے اور اس وجہ سے آپ کے ذریعہ سے یہ ممکن ہوا کہ انسان کے سارے اندھیروں کو قرآن کریم کی شریعت اور تعلیم کی رو سے اور اس کے نتیجہ میں دور کر دیا۔

یہ ہزاروں لاکھوں پہلو ہیں۔ کچھ اصول بتائے جائیں گے۔ کچھ آپ آپس میں باتیں کرتے ہوئے، سوچتے ہوئے وہ پہلو آپ کے سامنے آئیں گے۔ آپ کو پتہ لگے گا کتنا عظیم ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اور کس قدر عظیم شریعت اور ہدایت ہے جو آپ لے کر آئے اور قرآن کریم جس نے اپنے اندر ہر اندھیرے کو دُور کرنے کا سامان اور نور لپیٹا ہوا ہے وہ اندھیرے جو انسانوں کے بہکانے کا موجب بن گئے یا بن رہے ہیں اور وہ اندھیرے بھی جو آئندہ کبھی انسان کی ٹھوکر کا باعث بن سکتے ہیں اور بھکنے کا باعث بن سکتے ہیں ان اندھیروں کے دُور کرنے کا سامان بھی قرآن کریم کے اندر موجود ہے۔

بہرحال اس سال کا پروگرام ہے یعنی ہمارا صد سالہ جوبلی کا جو منصوبہ ہے جس کا اب پہلا سال گزر چکا ہے اور اب پندرہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ چودہ سال باقی رہ گئے ہیں کیونکہ پچھلا ایک سال تو ہم نے گزار دیا ہے اور پہلا سال تھا مالی میدان میں وعدوں کا اور حصے کے پورا کرنے کا۔ اس میں کام ہوا اور وہ مکمل ہو گیا۔ اس کام میں جماعت میں ایک حرکت پیدا ہوگئی اور دوستوں نے وعدے کرنے میں کمال کر دیا۔ میں نے بتایا ہمارے لئے حمد کے سامان پیدا کئے اور حیرانی کے سامان پیدا کئے۔ خدا تعالیٰ نے اتنی طاقت دی کہ حیرانی کے نتیجہ میں ہی حمد جو ہے وہ جوش مارتی ہے اور بعض کے لئے پریشانی تھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ اتنی طاقتور ہوگئی جماعت۔

ہمارا دوسرا سال اب مارچ سے شروع ہوگا اور اس کے بعد چودہ سال باقی رہ جائیں گے تو ان پندرہ سال میں سے پہلا سال مالی میدان میں تیاری کرنے کا تھا۔ دوسرا سال علمی میدان میں تیاری کا ہے کہ جو ہدایت اور جو نُور اور جو روشنی اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ہمارے لئے رکھی۔ جسے ہم نے مہدی علیہ السلام کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل حاصل کیا ہے۔ وہ روشنی کہیں ہماری آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جائے۔ اس لئے تم پکّے ہو جاؤ خود بھی اور پکے کرو اپنی نسلوں کو بھی اور اُن کو بھی جو ہمارے اندر شامل ہو رہے ہیں۔

اس کے لئے فوری کام شروع ہونا چاہیئے کچھ میری بھی خواہشات ہیں اور ارادے ہیں۔ ان کے لئے میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ آپ بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ کچھ میں بھی لکھوں جماعت کے لئے بُنیادی طور پر، بڑی دیر سے میرا ارادہ تھا۔ کچھ کام کیا ہے لیکن دوسرے کاموں کی وجہ سے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی جاسکی۔

میرا خیال تھا کہ نوجوانوں کے لئے مختصراً یہ عقائد جو ہیں اس کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات اکٹھے کر کے جہاں کہیں اپنی طرف سے اس کی وضاحت کرنی ہو وہ کر کے ایک چھوٹی سی کتاب جو ہر وقت ان کے پاس رہے اور ہر وقت وہ پڑھتے رہیں اور ہم دیکھتے رہیں کہ وہ پڑھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق دی تو اس کی میں کوشش کروں گا لیکن وہ تو ایک چھوٹی سی بنیاد ہوگی لیکن اس سے آگے ہمیں جانا چاہیئے۔ ابھی ہمیں دس پندرہ کتابیں لکھنی پڑیں گی۔ لیکن وہ بہت زیادہ بڑی بھی نہیں ہونی چاہئیں اور بہت زیادہ چھوٹی بھی نہیں ہونی چاہئیں۔ مختصراً اختصار کے ساتھ اور وضاحت کے ساتھ ان کو تیار کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے بڑی محنت کی ضرورت پڑے گی۔ بہت کچھ دیکھنا پڑے گا۔

لیکن یہ جو اس سال کا منصوبہ ہے یہ صرف ہمارے عقائد سے تعلق رکھتا ہے یعنی اس میں مناظرانہ رنگ نہیں کہ اس کے مقابلہ میں فلاں کا عقیدہ کیا ہے، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے ایک صداقت تک پہنچا دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ صداقت ہماری نظروں سے غائب نہ ہو جائے اور ہماری زندگیوں سے دُور نہ چلی جائے۔ کہیں ہم ناکام نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی ناکامیوں سے محفوظ رکھے۔

اس کے لئے ناظر اصلاح وارشاد اور وکیل التبشیر پر مشتمل دو آدمیوں کی میں کمیٹی اس وقت بنا دیتا ہوں اور باقی وہ مجھ سے مشورہ کر لیں اور اس کام کو فوری طور پر وہ شروع کر دیں۔ فوری طور سے میری مراد ہے کل سے شروع کر دیں اور یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ دو تین مہینے کے اندر کوئی چیز آ جائے۔ پھر اس سال کے اندر ہم اپنے اس مقصد کو حاصل کر لیں اور اس کے بعد اِسی سال کچھ ہم کریں گے لیکن اس کے تراجم کے متعلق اس وقت میرے ذہن میں کوئی منصوبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود سمجھ عطا کر دے گا اپنے موقع پر۔ لیکن بہرحال ہم نے ساری دُنیا کی زبانوں میں پھر ان عقائد کی اشاعت کرنی ہے اور یہ بھی ہم نے انتخاب کرنا ہے کہ شروع میں غیر زبانوں کے لئے ہمیں بہرحال مختصر جو تین چار سو صفحہ کی اس سائز کی جس کا مطلب ہے سو دو سو صفحہ کی کوئی کتاب ہو جس کے ہم ترجمے کرتے چلے جائیں۔ پھر تفاصیل باہر والوں کے لئے ہم بعد میں دے سکتے ہیں۔ بہرحال یہ اس کے ساتھ ہی ہے ایک دوسرا پہلو ہے صرف اردو میں تو نہیں۔ ساری دُنیا میں اگر احمدی پھیل چکے ہیں تو ساری دُنیا کی ضرورت پیدا ہو چکی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت آج یہ ایک حقیقت ہے۔ دُنیا میں انسان کی زندگی کی حقیقت ہے کہ ساری دُنیا کی زبانوں میں مہدی علیہ السلام نے جس رنگ میں اسلام کی روشنی دُنیا میں پھیلانی چاہی اُن زبانوں میں لٹریچر تیار ہونا چاہیئے۔

بہرحال اس طرف بھی ہم نے توجہ دینی ہے لیکن اس سال ہم نے یہ اپنے لئے اردو میں ضرور کر دینا ہے انشاء اللہ، اللہ کی توفیق سے۔ اور پھر تراجم کی طرف ہم نے متوجہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی توفیق دے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)

۞۞۞